۳۴

عظیم الشان اجتماع کے لیے تیاری

(فرمودہ ۲۳/دسمبر ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مومن انسان ہر ایک بات سے سبق حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور قدرتوں کو ہر ایک چیز میں دیکھتا ہے۔ اور اس بات کو خوب سمجھتا ہے کہ دنیا میں کوئی چیز لغو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ انسانوں کے لئے نشانات مقرر کئے گئے ہیں۔ جدھر بھی انسان جاتا ہے وہاں ہدایت اور بصیرت کے لئے ایسے نشانات موجود ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر فائدہ اور عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ان نشانات کو دیکھتے ہیں مگر ان سے کچھ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ایک چیز ان کے سامنے موجود ہوتی ہے لیکن اس کی طرف توجہ نہیں کرتے رسول کریم ﷺ کا طریق تھا کہ آپ ہر جگہ اور ہر موقعہ سے اس کے مطابق عبرت حاصل کرتے اور صحابہ کو اس طرف توجہ دلاتے۔ ایک دفعہ جنگ کے لئے جا رہے تھے کہ رستہ میں ایک ایسی قوم کے کھنڈر پڑے جس پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے دیکھا لوگ اس جگہ آرام سے بیٹھے اور کھانے پکانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان کھنڈرات کو دیکھ کر آپ پر گہرا اثر ہوا۔ اور آپ نے صحابہ سے فرمایا یہاں خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ہے یہاں سے خشیت پیدا ہونی چاہئے۔ اور فرمایا یہاں سے جلدی سامان اٹھالو اور نکل چلو۔ اس وقت جو لوگ آٹے میں پانی ڈال چکے تھے انہیں فرمایا آٹا پھینک دو غرض اس جگہ سے آپ نے جلدی چلنے کا حکم دیا[1] اور فرمایا جہاں خدا کا عذاب نازل ہوا ہو وہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ خدا کا عذاب صرف اسی خاص جگہ نازل نہیں ہوا تھا۔ ہر جگہ اور ہر بستی میں ایسے مقام نظر آسکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے غضب کے مورد ہو چکے ہیں۔ کئی گھر ایک جگہ ایسے آباد نظر آتے ہیں کہ سارا گاؤں یا

سارا شہران کی آبادی پر حیرت ظاہر کرتا ہے۔ مگر ان پر ایسی تباہی آتی ہے کہ کوئی انسان ان میں باقی نہیں رہتا۔ اس خاندان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ اس کے آثار بالکل ناپید ہو جاتے ہیں۔ ایسے گھروں سے بھی انسان عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ مگر ہمیں گھروں کو بھی دیکھنے کی ضرورت نہیں اگر اپنی حالت پر ہی نظر ڈالیں۔ اگر ہم صرف یہی دیکھیں کہ ہم کیا چیز تھے اور اب کیا ہیں۔ تو صاف نظر آجاتا ہے کہ ہر مسلمان ایک مٹا ہوا نشان ہے۔ آج ہی میں نے ان عورتوں کو جو جلسہ کی کارکن ہیں اور جنہوں نے عورتوں کے متعلق جلسہ میں انتظام کرنا ہے۔ نصیحت کرتے وقت کہا تھا کہ ہمارے لئے کیسی عبرت کی جگہ ہے کہ ہندوستان وہ ملک ہے۔ جہاں چھ سو سال تک ایک مسلمان چپڑاسی کی بھی کوئی ہتک کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن اب یہی ملک ہے جہاں ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری شنوائی کے حلقہ کے اندر محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی گالیاں دی جاتیں اور ہمیں بھی برا بھلا کہا جاتا ہے مگر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر کیا ہندوستان کی چپہ چپہ زمین ہمارے لئے عبرت کی جگہ نہیں ہے؟ پس ہمارے اپنے وجود ہی ہمارے لئے عبرت کی جگہ ہیں۔ ہم کن باپ دادوں کی اولاد ہیں۔ ان کی کہ جو اٹھے تو کوئی طاقت ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی۔ اور جب انہوں نے اپنی گردنیں اونچی کیں تو دنیا کی گردنیں ان کے آگے جھک گئیں۔ مگر اب ہر شعبہ زندگی میں مسلمان ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ اگر مسلمان زمینداری کرتے ہیں تو اس میں گرے ہوئے ہیں۔ اگر تجارت کرتے ہیں تو اس میں گرے ہوئے ہیں۔ اگر ملازمت کرتے ہیں تو اس میں گرے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں وہ ترقی کر رہے ہوں۔ میں پچھلے دنوں شملہ گیا تو دیکھا کہ ایک بازار جہاں سب مسلمانوں کی دکانیں تھیں۔ وہاں اب صرف دو دکانیں مسلمانوں کی رہ گئی تھیں ایسے باقی ہندوؤں اور سکھوں کے قبضہ میں جا چکی تھیں۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کی دکانوں پر ان کے ملازم تھے۔ اب مسلمان کرائے کی دکانوں میں رہتے ہیں اور دکانیں ان کے ملازموں نے خرید لی ہیں۔ یہ تبدیلی اور تغیر ایسا عام تغیر ہے جو مسلمانوں کے ہر فرد پر حاوی اور ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اس کے لئے کسی خاص تباہ شدہ مکان یا زمین کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر مسلمان کا اپنا نفس عبرت کی جگہ ہے۔ آج ہندوستان میں وہ لوگ نہایت ذلت کی حالت میں پائے جاتے ہیں۔ جن کے باپ دادوں کے سامنے بڑے بڑے لوگوں کی روحیں کانپتی تھیں۔ اس وقت اکبر اور جہانگیر کی اولاد موجود ہے۔ جن کے سامنے بڑے بڑے راجے مہاراجے جو اس وقت بھی اپنے آپ کو بہت بڑے سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ اور جو اس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جس میں دوسروں

سے چھوت چھات کی تعلیم پائی جاتی ہے اور جو دوسروں کے چھونے سے اپنے آپ کو بھرشٹ اور ناپاک قرار دیتے ہیں۔ اس مذہب کے ماننے والوں نے مسلمانوں کے ساتھ کھانا پینا ہی قابل فخر نہ سمجھا بلکہ اپنی بیٹیاں پیش کیں۔ آج ان کی اولاد کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ اور نہایت ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا ہے پس اس وقت ہر مسلمان عبرت کا مقام ہے اگر وہ اپنے آپ سے عبرت حاصل کرنا چاہے تو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان اب بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ وہ اب بھی ایک خیالی بہشت میں بستے ہیں۔ اور ایک وہمی بہشت میں دن رات گزارتے ہیں جس کا کوئی وجود دنیا میں نہیں پایا جاتا۔ وہ باوجود تمام قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہونے کے اپنی طاقتوں کے خواب دیکھتے ہیں اور تمام ذلتوں میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سب سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں۔ اس خیالی بہشت کے ساتھ ان میں عمل کی طاقت بھی پائی جاتی اور وہ کوشش بھی کرتے تو میں ان کے خیال کو بابرکت سمجھتا۔ مگر اس کے ساتھ ان میں حد درجہ کی سستی اور کاہلی پائی جاتی ہے جو ایک عذاب ہے۔ مسلمانوں میں سے جن لوگوں کے دلوں میں یہ یقین ہے کہ وہ معزز ہیں اور ان میں سب طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ نکمے اور سستی اور کاہلی کے مجسمے ہیں۔ اور جو کام کرنے والے ہیں وہ اس حد تک مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں اب مسلمان کسی صورت بھی تباہی سے نہیں بچ سکتے گویا ایک قسم کے لوگ اگر ایک جہنم میں مبتلا ہیں تو دوسری قسم کے لوگ دوسرے جہنم میں۔

اس ابتلا اور مصیبت کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا کہ مسلمانوں کو اس جہنم سے نکالیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ پہلا آدم آیا تو اس کے وقت بنی نوع کو جنت سے نکلنا پڑا۔ مگر مجھے خدا نے آدم بنا کر اس لئے بھیجا ہے کہ دوبارہ بنی نوع کو جنت میں داخل کروں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا ہے جب پہلا مسیح آیا تو اسے صلیب پر چڑھایا گیا مگر دوسرا مسیح اس لئے آیا ہے کہ صلیب کو توڑے۔ پس اس وقت اسلام کی زندگی اور اسلام کے جاہ و جلال کا مدار اگر کسی چیز پر ہے تو اس پودے پر جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے گاڑا۔ اب ہمارے سامنے دو تین دن کے بعد ایک اجتماع کی صورت پیدا ہونے والی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ نظام کے ماتحت جلسہ ہونے والا ہے اس کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ جلسہ بھی ہمارے لئے بہت کچھ عبرت کا سامان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر چند ہزار لوگوں کے جمع ہونے کے لئے اتنی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے کہ

مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے سینکڑوں لوگ اس میں لگ جاتے ہیں تو پھر سوچ لو وہ عظیم الشان اجتماع جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ہونا ہے۔ اور جس میں مشرق و مغرب کے لوگوں نے جمع ہونا ہے اس اجتماع کی تربیت اور اس کے نظام کے قیام کے لئے کتنا انتظام کرنا چاہئے۔ مگر جب جماعت حال کے اجتماع کا پورے طور پر انتظام نہیں کر سکتی تو مستقبل جو بہت بڑا ہے اس کے انتظام کے وقت کیا کرے گی۔ دس بارہ پندرہ ہزار کا اجتماع کوئی غیر معمولی اجتماع نہیں۔ مگر اس کے لئے بھی اگر تیاری نہ کریں تو ناکامی ہو۔ پھر کیا لاکھوں کروڑوں کے لئے نہیں بلکہ اربوں کے اجتماع کے لئے جو خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے ماتحت جماعت میں داخل ہونے والے ہیں کتنی بڑی تیاری کتنی بڑی مشق اور کتنے بڑے سامان کی ضرورت ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ابھی حال کی الجھنوں سے ہی نہیں نکلتے تو اس وقت کی ضرورتوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوں گے۔ اس وقت بھی پوری اور مکمل تیاری نہیں کر سکتے کجا آئندہ کی تیاری۔

میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنے وجودوں سے عبرت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ بہت کچھ کرنے والا ہے۔ مگر ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنے ایمان سے کام لیں اور ایمان تازہ کر کے پیشتر اس آنے والے نظارہ کو دیکھ لیں تا ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پڑے رہیں۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا ہے دولہا آنے والا ہے۔ مگر وہ اچانک آئے گا تا دیکھے کون سوتے ہیں اور کون جاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتوحات اچانک آجاتی ہیں۔ اور جب لوگ ناامید ہو جاتے ہیں اس وقت فتوحات کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بہت لوگ غفلت کی وجہ سے مارے جاتے ہیں۔ اور وہی وقت جو فتح اور کامرانی کا ہوتا ہے۔ بہتوں کے لئے بے ایمانی کا ہوتا ہے۔ دیکھو ایک شہر کے لوگ اگر بادشاہ کے آنے پر اس کا استقبال نہیں کرتے تو کس طرح اس کے غضب کے مورد ہوتے ہیں۔ پس اگر دنیا کے بادشاہ کا استقبال نہ کرنے والے غضب کے مورد بنتے ہیں۔ تو وہ نشان جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا آنا قرار دیا ہے۔ ان سے غفلت کرنے والے کس قدر غضب کے مستحق ہوں گے۔ خدا تعالیٰ نے نشان کے آنے کو اپنا آنا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ دوسری جگہ آتا ہے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ پس جس طرح خدا کے آنے پر تیاری نہ کرنے والا غضب کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے بشارتی نشان کے آنے پر تیار نہ ہونے والا غضب کا مستحق ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نشان کے ذریعہ ہی آتا ہے۔ خواہ وہ نشان ترقی کا ہو یا تباہی کا کیونکہ وہ غیر مادی ہے۔ پس

اس کے استقبال کے لئے پہلے سے تیاری کرنی چاہئے۔ جو پہلے تیاری نہیں کرتے وہ وقت پر غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔ اور خدا کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔ تم لوگ اللہ کے نشانوں کی قدر کرو اور ان کے لئے تیاری کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے۔

(الفضل ۳/ جنوری ۱۹۲۸ء)

1 بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک

2 المائدۃ: ۵۵ ؛ 3 النحل : ۲۷